65558 ـ بچوں کو روزہ رکھنے کی عادت ڈالنے کے لیے کونسی عمر مناسب ہے ؟

سوال

کونسی عمر ہے جس میں بچوں پر روزہ رکھنا واجب ہے ؟
اور ہم انہیں روزہ رکھنے اور مسجد میں نماز ادا کرنے اور خاص کر نماز تراویح کی ادائگی پر کیسے ابہار سکتے ہیں ؟
اور کیا کوئی چھوٹے موٹے دینی افکار ہیں جن کے ساتھ رمضان المبارك میں بچوں کو مشغول رکھا جا سکے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

بالغ ہونے سے قبل چھوٹے بچے پر روزہ رکھنا واجب نہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" میری امت میں سے تین قسم (کے لوگوں) سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، مجنون اور پاگل اور بے عقل سے جب تك كہ وہ ہوش میں آجائے، اور سوئے ہوئے سے جب تك كہ وہ بیدار ہو جائے، اور بچے سے جب تك كہ وہ بالغ ہو جائے"

سنن ابو داود حدیث نمبر (4399) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

لیکن اس کے باوجود بچے کو روزہ رکھنے کا کہا جائے تا کہ وہ روزے کا عادی بن جائے، اور اس لیے بھی کہ وہ جو اعمال صالحہ کرتا ہے وہ لکھے جاتے ہیں.

والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کو اس عمر سے ہی روزہ رکھنے کی عادت ڈالنا شروع کردیں جس میں وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھے، اور یہ عمر بچے کے جسم اور بناوٹ کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، اور بعض علماء کرام نے اس کی تحدید کرتے ہوئے دس برس کی عمر کہا ہے.

خرقی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اور جب بچہ دس برس کی عمر کا ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت رکھے تو اس کا مؤاخذہ کیا جائے"

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" یعنی: اس پر روزہ لازم کیا جائے اور اسے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے اور اگر روزہ نہ رکھے تو اسے مار کر سزا دی جائے، تا کہ وہ روزہ رکھنے کی مشق کر سکے اور اس کا عادی بنے، جیسا کہ اسے نماز کا بھی حکم دیا جائے اور اس پر نماز کی ادائیگی لازم کی جائے، بچے کو روزہ رکھنے کا حکم دینے والوں کا مسلك اختیار کرنے والوں میں عطاء، حسن، ابن سیرین، زہری، قتادہ اور شافعی رحمہم اللہ شامل ہیں.

اور اوزاعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" جب بچہ مسلسل تین روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اور ان ایام میں کمزور اور ڈھیلا و سست نہ ہو تو اس پر رمضان المبارك کے روزے رکھنے لازم کیے جائیں.

اور اسحاق رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: جب بچہ بارہ برس کا ہو جائے تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اسے روزہ رکھنے کا مکلف کیا جائے تا کہ وہ اس کا عادی ہو جائے.

اور دس برس کی عمر کو معتبر شمار کرنا اولی اور بہتر ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمر میں نماز کی ادائیگی نہ کرنے پر مارنے کا حکم دیا ہے، اور روزے کو نماز کے ساتھ ہی معتبر سمجھنا زیادہ بہتر اور احسن ہے کیونکہ یہ ایك دوسرے کے زیادہ قریب ہیں، اور ارکان اسلام میں یہ دونوں بدنی عبادتیں اکٹھیں ہیں، لیکن یہ ہے کہ روزہ زیادہ مشقت کا باعث ہے اس لیے اس کے لیے طاقت اور استطاعت کا معتبر سمجھا گیا ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے بعض اوقات نماز کی ادائیگی کی استطاعت رکھنے والا شخص روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا" انتہی

دیکھیں المغنی لابن قدامہ المقدسی (4 / 412).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا بھی اپنی اولاد کے متعلق یہی طریقہ تھا، بچوں میں سے جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا وہ اسے روزہ رکھنے کا حکم دیتے، اور جب ان میں سے کوئی بھوك کی بنا پر روتا تو انہیں کھلونے دے دیتے تا کہ وہ اس سے کھیلنے لگے، اگر ان کی جسمانی یا بیماری کمزوری کی بنا پر روزہ انہیں ضرر دیتا ہو تو پھر روزہ رکھنے پر اصرار کرنا جائز نہیں.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" چھوٹے بچے پر بالغ ہونے تك روزے رکھنے لازم نہیں، لیکن جب وہ روزے کی طاقت رکھے تو اسے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا تا کہ وہ روزہ رکھنے کی مشق کر سکے اور اس کا عادی بنے، اور بلوغت کے بعد اس کے لیے روزہ رکھنا آسان ہو سکے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم - جو کہ اس امت کے بہترین لوگ تھے - بچپن میں ہی اپنے

بچوں کو روزہ رکھوایا کرتے تھے" انتہی.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (19 / 28 ـ 29).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

سوال: ؟

میرا چھوٹا بچہ رمضان المبارك كے روزے رکھنے پر اصرار کرتا ہے، حالانکہ چھوٹی عمر اور صحت کی خرابی کی بنا پر روزہ اسے ضرر دیتا ہے، تو کیا میں اس کے لیے سخت رویہ اختیار کرسکتا ہوں تا کہ وہ روزہ نہ رکھے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" جب بچہ چھوٹا ہو اور بالغ نہ ہوا تو اس کے لیے روزہ رکھنا لازم نہیں لیکن اگر وہ بغیر کسی مشقت کے روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بچوں کو روزہ رکھوایا کرتے تھے، حتی کہ ان میں سے چھوٹے بچے روتے تو وہ انہیں کھیلنے کے لیے کھلونے دیتے، لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ اسے ضرر اور نقصان دیتا ہے تو اسے ایسا کرنے سے منع کیا جائے گا.

جب اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں بچوں کو ان کا مال اس خدشہ سے دینے سے منع کیا ہے کہ کہیں وہ اپنا مال خراب ہی نہ کر بیٹھیں، تو جسمانی ضرر اور نقصان کی بنا پر ہم بدرجہ اولی انہیں اس سے منع کرینگے.

لیکن انہیں سختی سے نہیں بلکہ اچھے اور بہتر طریقہ سے منع کیا جائے کیونکہ بچوں کی تربیت میں سختی سے اجتناب کرنا چاہیے" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (19 / 83).

دوم:

والدین کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی اولاد کو روزے رکھنے پر ابھارنے کے لیے ہر دن ہدیہ اور تحفہ دیں، یا پھر ان کے دوستوں اور ان کے درمیان آپس میں مقابلہ بازی کی روح پیدا کریں اور جو ان سے چھوٹی عمر کے بچے ہیں ان کے مابین مقابلہ بازی، اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں نماز کی ادائیگی پر ابھارنے کے لیے مسجد میں لیجایا جائے، اور خاص کر جب وہ والد کے ساتھ نکل کر ہر روز مختلف مسجدوں میں نماز ادا کرے.

اور اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ روزہ رکھنے پر کوئی انعام دیا جائے چاہے یہ انعام ان کی تعریف کر کے یا پھر

انہیں سیرو تفریح کے لیے لیجا کر یا پھر ان کی پسندیدہ اشیاء کی خریداری وغیرہ کی صورت میں دیا جائے.

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ والدین کی جانب سے اس سلسلے میں بچوں کو روزہ پر ابھارنے کے لیے بہت کوتاہی ہوتی ہے، بلکہ بعض اوقات تو آپ کو ان عبادات میں رکاوٹ ملے گی، اور بعض والدین یہ گمان کرتے ہیں کہ بچوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں روزہ نہ رکھوایا جائے یا ان کے بچے نماز کی ادائیگی نہ کریں، حالانکہ شرعی اور تربیتی طور پر یہ بہت بڑی اور فحش غلطی ہے.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اللہ سبحانہ وتعالی نے ہر مکلف اور استطاعت رکھنے والے مقیم مسلمان پر روزے رکھنے فرض کیے ہیں، لیکن وہ چھوٹا بچہ جو ابھی بالغ نہیں ہوا اس پر روزہ فرض نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تین قسم (کے افراد) سے قلم اٹھا لی گئی ہے، اور اس میں نابالغ بچہ ذکر کیا "

لیکن بچے کے ولی پر واجب ہوتا ہے کہ جب بچہ اس عمر کو پہنچے جب وہ روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے روزہ رکھنے کا حکم دے؛ کیونکہ اس سے اس کی ارکان اسلام پر عمل کرنے کی مشق اور تربیت ہو گی، اور بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو ویسے ہی چھوڑ دیتے ہیں اور انہیں نہ تو نماز ادا کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور نہ ہی روزہ رکھنے کی، حالانکہ یہ بہت غلط ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کے ہاں اس نے اس کا جواب دینا ہے اور اس سے اس کی باز پرس ہو گی.

لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ بچوں پر شفقت اور مہربانی کرتے ہوئے انہیں روزہ نہیں رکھواتے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنی اولاد پر شفقت اور مہربانی کرنے والا شخص تو وہ ہے جو انہیں خیر و بھلائی اور نیکی کے کاموں کی مشق کروائے اور اس کی تربیت دے، نہ کہ وہ جو ان کی نفع مند تربیت کو ترک کر دے" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (19 / 19 ـ 20).

سوم:

اور یہ بھی ممکن ہے کہ والدین اپنی اولاد کو روزاہ کچھ نہ کچھ قرآن مجید حفظ کرنے اور تلاوت کرنے میں مشغول رکھیں، اور اسی طرح وہ کتابیں جو ان کی عمر کے مناسب ہوں پڑھائیں، اور انہیں مختلف قسم کی مفید کیسٹیں سنوائیں جس میں ترانے اور تقاریر وغیرہ ہوں، اور ان کے لیے مفید قسم کی ویڈیو کیسٹیں دکھائیں، بچوں کے ٹی وی چینل " المجد " نے ان اشیاء کو اکثر جمع کر دیا ہے، تو اس طرح روزانہ اس کے لیے کوئی خاص وقت متعین کر لیا جائے جس سے بچوں کو فائدہ ہو.

ہم سوال کرنے والی بہن کا بچوں کی تربیت میں اہتمام کرنے پر شکر گزار ہیں، یہ مسلمان خاندان میں خیر وبھلائی کی دلیل ہے، لیکن بہت سے لوگ اپنی اولاد کی ذہنی اور بدنی طاقت کو بہتر اور اچھے انداز سے پھلنے پھولنے کا موقع نہیں دیتے، بلکہ انہیں سست اور کاہل بنا کر دوسروں کے محتاج کر دیتے ہیں.

اور اسی طرح وہ انہیں نماز و روزہ جیسی عبادات کی عادت نہیں ڈالتے تو اس طرح بہت سی نسلیں ایسے ہی بڑی ہوئیں اور بڑے ہو کر عبادت سے ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہو گئی، اور بڑی عمر کے ہو جانے کے بعد ان کے والدین کے لیے انہیں راہ راست پر لانا اور نصیحت کرنا مشکل ہو گیا، لیکن اگر وہ شروع میں ہی اس معاملے کا خیال کرتے تو آخر میں انہیں ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑتا.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ ہماری اولاد کی تربیت اور انہیں عبادت سے محبت پیدا کرنے میں ہماری مدد و نصرت فرمائے، اور جو کچھ ہم پر اولاد کے بارہ میں واجب ہے اس کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے.

واللہ اعلم .